© rasailojaraid.com

حالات وواقعات

ابوعمار زاہدالراشدی

سماجی ارتقاء اور آسمانی تعلیمات

انسانی سماج لحہ بہ لحہ تغیر پذیر ہے اوراس میں ہر پیش رفت کو ارتقا سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ چونکہ یہ تغیر اور پیش رفت سوسائٹی کے مشاہدات و تجربات کی بنیاد پر ہوتی ہے اس لیے ہر آنے والے دور کو پہلے سے بہتر قرار دے کر اس کے ساتھ ہم آہنگ ہوجانے کو ضروری سمجھا جاتا ہے اور اسے نظرانداز کرنے کو قدامت پرستی اور معاشرتی جمود کا عنوان دے دیا جاتا ہے۔ اسی وجہ سے آج کی مروجہ عالمی تہذیب وقوانین کو ''اینڈ آف ہسٹری'' کے عنوان سے انسانی سماج کی سب سے بہتر صورت اور آئیڈیل تہذیب کے ٹائٹل کے ساتھ پوری نسل انسانی کے لیے ناگزیر تصور کیا جاتا ہے اور دنیا کے تمام مذاہب اور تہذیبوں سے تقاضا کیا جارہا ہے کہ وہ اسے قبول کرلیں اوراس کے ساتھ ایڈجسٹ ہوکر اپنے امتیازات اور الگ تشخصات سے دستبردار ہوجائیں۔ اس تصور بلکہ مقدمہ کا حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی تعلیمات کی روشنی میں جائزہ لینے کی ضرورت ہے چنانچہ اس سلسلہ میں ہم کچھ معروضات پیش کرنا چاہتے ہیں۔

وقتاً فوقتاً مختلف قوموں اور علاقوں کی طرف حضرات انبیاء کرام مبعوث ہوتے رہے اور انہیں جس بھی معاشرہ اور سماج کا سامنا کرنا پڑا وہ اس وقت کا ارتقائی معاشرہ تھا جو سوسائٹی کے باہمی احساسات و جذبات اور مشاہدات و تجربات کا نتیجہ تھا۔ مگر انبیاء کرام نے اسے من وعن قبول کرنے کی بجائے اس کی بہت سی باتوں کی اپنے اپنے دور میں نفی کی اور ان میں اصلاحات کا پروگرام پیش کیا۔ یہ سلسلہ صرف اللہ تعالیٰ اور بندوں کے درمیان معاملات یعنی عقیدہ و عبادت تک محدود نہیں تھا بلکہ اس میں معاشرتی مسائل اور سماجی امور بھی شامل تھے۔

مثلاً حضرت شعیب علیہ السلام کا قرآن کریم نے تذکرہ کیا ہے اور بتایا ہے کہ انہوں نے قوم کو اللہ تعالیٰ کی عبادت اور توحید کا پیغام دینے کے ساتھ ساتھ اس وقت کے ایک اہم سماجی مسئلہ کی طرف بھی توجہ دلائی کہ تجارت میں بددیانتی، ماپ تول میں کمی اور اشیائے صرف کے معیار میں نقصان سوسائٹی میں فساد کا باعث بنتا ہے اس لیے وہ اس سے باز آجائیں۔ جس کے جواب میں قوم نے ''اَصَلَاتُكَ تَـاْمُرُكَ'' کہہ کر یہ طعنہ دیا کہ کیا تمہاری نمازیں تمہیں یہ باتیں سکھاتی ہیں جو تم ہم سے کررہے ہو؟ گویا نماز اور عبادت کا معاشرتی معاملات کے ساتھ کوئی تعلق قومِ شعیب کے لیے بھی قابل قبول نہیں تھا۔

حضرت لوط علیہ السلام نے بھی اپنی قوم سے صرف عقیدہ وعبادت کی بات نہیں کی بلکہ اس وقت کی سب سے بڑی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

معاشرتی برائی ''ہم جنس پرستی'' کی مذمت کی اور ''اِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُونَ'' کہہ کر اسے جاہلیت کی علامت قرار دیتے ہوئے اس کے خاتمہ کو اپنی جدوجہد کے اہداف میں شامل کیا۔

اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام جب اپنے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کے ساتھ فرعون کے دربار میں دعوتِ دین کے لیے کھڑے ہوئے تو ان کا پیغام توحید وعبادت کے ساتھ ساتھ اس دور کے مجموعی سماج کے حوالہ سے بھی تھا جس پر فرعون نے اپنی قوم سے کہا کہ یہ دونوں شخص جادوگر ہیں جو تمہیں تمہارے ملک و اقتدار سے محروم کرنے اور ''وَيَذْهَبَا بِطَرِيقَتِكُمُ الْمُثْلَىٰ'' تمہاری آئیڈیل تہذیب کو ختم کرنے کے لیے آئے ہیں۔ چنانچہ فرعون اور اس کی قوم نے حضرت موسیٰ کی دعوت کو سیاسی اور سماجی تبدیلی کا عنوان دے کر اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور پھر اللہ تعالیٰ کے عذاب کا شکار ہوئے۔

یہ تینوں قومیں ان پیغمبروں کی تشریف آوری سے قبل جس مقام پر کھڑی تھیں وہ اس دور کا سماجی ارتقا تھا، جہاں تک وہ اپنے مشاہدات وتجربات اور احساسات وجذبات کے ذریعے پہنچی تھیں اور وہی اس دور کا ''اینڈ آف ہسٹری'' تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں نے اسے مسترد کر دیا اور اس کے خلاف مسلسل آواز اٹھائی حتیٰ کہ وہ قومیں ان کی بات قبول نہ کرنے کے جرم میں عذاب خداوندی سے دوچار ہو گئیں۔

جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب تشریف لائے تو انہیں شرک اور بت پرستی کے ساتھ ساتھ بہت سی سماجی قدروں اور معاشرتی روایات ورواجات کا بھی سامنا تھا۔ چنانچہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تئیس سالہ جدوجہد میں صرف بت پرستی اور شرک کو ہدف نہیں بنایا بلکہ زنا، شراب، جوا، نسل پرستی، فحاشی، ناچ گانا، لسانی تفاخر اور دیگر بہت سی سماجی قدریں بھی ان کی جدوجہد کا ہدف تھیں جو ظاہر ہے کہ اس وقت تک کے سماجی ارتقا اور تہذیبی ترقی کی علامت تھیں۔ اور اگر آج کی اصطلاح میں بات کی جائے تو اس دور کا ''اینڈ آف ہسٹری'' وہی سماج اور سوسائٹی تھی جسے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبر آزما محنت کے ساتھ تبدیل کیا۔ جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت ومحنت کا یہ امتیاز بھی تھا تاریخ انسانی کا حصہ ہے کہ آپ نے کسی قوم یا علاقے تک اپنی تگ وتاز کو محدود رکھنے کی بجائے ''ایہا الناس'' کہہ کر پوری نسل انسانی کو دعوت ومحنت کی جولانگاہ بنایا جس کے نتیجے میں آپ کی لائی ہوئی سماجی تبدیلیاں صرف ایک صدی میں دنیا کے مختلف ممالک بلکہ براعظموں تک پھیل گئیں۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محنت سے بیسیوں سماجی قدریں تبدیل ہوئیں حتیٰ کہ بہت سے معاملات میں اللہ تعالیٰ کے آخری رسول نے سماج کے ارتقا کو مسترد کر کے معاملات کو ماضی کی طرف لوٹا دیا۔ جس کی ایک مثال یہ ہے کہ مدینہ منورہ کے یہودیوں نے زنا کا ایک مقدمہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عدالت میں پیش کیا تو وہ زنا کی سزا کے حوالہ سے توراۃ کے حکم میں لچک پیدا کر کے الگ ماحول بنا چکے تھے جس سے تورات کا قانون تغیرات سے گزر کر نئی شکل اختیار کر چکا تھا۔ مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سماجی ارتقا کو مسترد کر کے توراۃ کے اصل حکم کو بحال کیا اور زنا کا ارتکاب کرنے والے یہودی جوڑے کو سنگسار کر دیا۔ اسی طرح ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بخاری شریف کی

© rasailojaraid.com